امتِ مسلمہ کا امتیازی وصف

دعوت اور بندگی

(خطبہ جمعۃ المبارک ۔ ۱صفر ۱۳۸۵ھ م ۲۵ جون ۱۹۶۵ء)

از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ الآیۃ

تم بہتر امت ہو لوگوں کی ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہو تاکہ بھلائی کی باتوں کا حکم دو اور برائی سے لوگوں کو روکتے ہو۔

بھائیو! ملک کا صدر جس بنگلہ میں رہتا ہو تو اس کا خادم خاص بھی ہو؛ سے پنکھا جھلاتا ہے، جوتے اٹھائے ساتھ ہی رہتا ہے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے اول جنت کا دروازہ میرے لئے کھولا جائے گا۔ اور پہلی امت میری ہی امت ہوگی جو جنت میں داخل ہوگی۔ تو سید الکائنات علیہ السلام کے غلام امتی بھی ان کے ساتھ ہی ہوں گے۔ بعض دفعہ غلام خدمت اور راستہ کی بھیڑ ہٹانے اور اطلاع دینے کے لئے آگے آگے چلتا ہے، تو ایسے غلام بھی ہوں گے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضورؐ نے بشارت دی، کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں تیرے قدموں کی چاپ میرے آگے آگے سنائی دے رہی ہے ــــ اور انبیاء علیہ السلام کا خواب بھی وحی ہے ــــ تو یہ ایک بڑا احسان ہے، خداوند کریم کا ہم پر کنتم خیر امۃ اخرجت للناس .....

یہ وہ تاج و تخت اور وہ دولت ہے جس سے غلامانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا گیا ہے۔ کہ تمام عمر اس کا شکریہ اللہ جل مجدہ کے سامنے ادا کریں تب بھی قاصر ہیں۔ اس امت کے بہتر اور افضل ہونے کی وجہ آخر کیا ہے؟ کیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس بہت بڑی

دولت اور جائداد ہے ؟ صنعت و حرفت اور کارخانوں کی مالک ہے ؟ سلطنت اس کے ہاتھوں میں ہے۔ ؟ آخر کونسی وجہ ہے اسکی فضیلت کی۔ ؟

بھائیو! غلام وہ ہوتا ہے۔ جو آقا کے اشارے پر چلے اس کا حکم ماننے اس کے رنگ میں پورا رنگ ہو جاتے ـــــ ایک صاحب نے بازار سے غلام خریدا ، گھر آکر نام پوچھا ، کہا جو آپ کو پسند ہو ، کہا کام کیا کرو گے ۔ ؟ کہا حضور جو آپ کا حکم ہو وہی کروں گا۔ کہا کیا پہنو گے اور کیا کھاؤ گے ۔ ؟ کہا صاحب جو آپ دیں گے ۔ مالک کو غصہ آیا کہ جواب سیدھا دیتا ہی نہیں ـــــ غلام نے کہا صاحب غلام کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی خواہشیں اور تمنائیں آقا کے سامنے پیش کرے۔ اس کی خواہش تو وہی ہونی چاہیئے جو آقا کی مرضی ہو ، ورنہ وہ تو غلام ہو نہیں سکتا ۔ مالک کو اس جواب سے نصیحت ہوئی ۔ اور رونے لگا ، کہ اسے غلام تم نے تو مجھے اتنی بڑی نصیحت دی کہ اپنے آقا اور مولیٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق استوار کر دیا ۔ تم تو چند روپیہ کے عوض خریدے گئے ، غلام اور خادم ہو مگر میں تو حقیقی معنوں میں اپنے رب کا محکوم اور غلام ہوں ہم سب اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں ۔ وہی ہمارا خالق و مالک ہے ۔ اور جب تم نے یہ کہا کہ غلام کا آقا کے سامنے کیا مجال کہ اپنی خواہش پیش کرے ۔ تو مجھے اپنے حال پر رونا آیا کہ میری تو زندگی برباد ہوئی ، کہ تمام عمر اپنے مالک کی مرضی اور خواہش کے خلاف چلتا رہا ۔ اگر وہ چاہے کہ ہم بیمار ہوں تو اس پر خوشی اور اگر صحت چاہے تو اس پر خوشی کرنی چاہیئے ۔ وہ کھانے کا حکم دیں تو فوراً کھانا چاہیئے ۔ مثلاً روزہ کے افطار کے وقت تعجیل مستحب ہے ۔ اور اگر وہ امساک کا حکم دیں مثلاً رمضان کے دنوں میں تو باوجود خواہش و بھوک کے نہ کھائیں نہ پئیں ہم ایسے غلام ہیں کہ مالک نے حکم دیا کہ نماز پڑھو ہم تارک ہیں ، مالک نے حکم دیا کہ حرام اور رشوت و سود سے مجتنب رہو تو ہم حرام کی طرف دوڑے ـــــ کیا یہ عبدیت ہے ـــــ یہ اسلام ہے ۔ ؟ پنجاب میں شاہ دولہؒ ایک صوفی گزرے ہیں ۔ بڑے مجذوب اور بزرگ تھے ؛ لوگ آئے اور کہا کہ صاحب دریا چڑھ آیا ہے ۔ گاؤں ڈوب رہا ہے ۔ کہا ابھی تک ڈوبا نہیں ہے ؟ بیلچہ ، کدال اٹھائی اور دریا کا رخ اور بھی گاؤں کی طرف سیدھا کرنے اور بند توڑنے لگا ـــــ لوگوں نے کہا صاحب بجائے دعا کے تم نے یہ کیا کام شروع کر دیا ۔ کہ گاؤں جلد ڈوب جائے ، تم ہوش میں ہو یا بیہوش ہو ۔ ؟ کہا " جہاں مولیٰ وہاں شاہ دولہ " یعنی جہاں مرضیٔ مالک ہے ، وہاں غلام کی خوشی ـــــ یہ کیا بندگی اور غلامی ہے ، کہ آقا کہے بے حیائی مت کرو۔ یہ

کہتا ہے کہ اس کے بغیر مہذب دنیا میں گذر نہیں ہوسکتا۔ آقا کہے فلاں امور سے اجتناب کرو۔ یہ کہے کہ اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے۔ یہ تو غلامی نہیں مذاق ہے۔ نصیحت کے لئے تو غلام کا ایک جملہ کافی ہے، جو اوپر بیان ہوا جس سے مالک کو عبرت ہوئی اور اسکی زندگی سدھر گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یا جو کچھ فرمایا اگر امتی نے اس پر عمل کیا تو کچھ تعلق اور نسبت اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور اگر اس کا کھانا پینا حضورؐ کی سنت کے خلاف ہو۔ حضورؐ کی حکومت اور طرح اور ہماری اور طرح، تو امتی ہونے کا یہ دعویٰ غلط ہے۔ پھر ایسی امت خیر امت نہیں بلکہ "شر امتہ" ہے۔ یہ امت اونچے مقام پر ہے اور جب اونچے مینار سے کوئی گرتا ہے تو ساری ہڈیاں چور چور ہو جاتی ہیں۔ یرفع اللہ الذین امنوا والذین اوتوا العلم درجات۔ (اللہ تعالیٰ مومنین کی شان بڑھاتا ہے۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے۔ ان کے لئے بڑے مراتب اور درجات ہیں۔)

اگر کوئی زمین پر کھڑا ہو اور گر جائے تو معمولی چوٹ آئے گی ——————

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا چین، جاپان، امریکہ، روس اور عرب و عجم سب کے لئے داعی اور بشیر و نذیر ہیں۔ وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔ (ہم نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے بھیجا رسول بناکر بشارت سنانے والا اور ڈرانے والا۔)

آقا تو دنیا بھر کے لئے داعی ہوں، شرقاً غرباً شمالاً جنوباً تمام مخلوق کو اسلام پہنچانے کی کوشش کریں۔ اور امتی کو گھر کی بھی خبر نہ ہو۔ خواب و خیال میں بھی نہیں گذرتا کہ بیوی بچے صحیح معنوں میں مسلمان نہیں۔ سنت کے مطابق زندگی بسر ہو۔ بلکہ بچے مال و دولت حرام سہی کما کر لائیں یہی ہماری خواہشات

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضورؐ کے عاشق تھے۔ اور ہر صحابی اپنی جگہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ خیبر کی لڑائی میں ان کی آنکھیں بیمار ہیں، دیکھنے کی ہمت نہ تھی، چہ جائیکہ جنگ اور جہاد کر سکیں۔ مگر خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سخت گرمی اور دھوپ میں پھر عرب کے تپتے ریگستان میں ۶۳ سال عمر کے قریب کلمۃ اللہ پہنچانے کے لئے جہاد کریں۔ اور ان کا امتی گھر میں پڑا رہے، یہ کب ممکن ہے؟ ———— اسی حال میں مدینہ سے روانہ ہوئے، کہ جتنا ہو سکے اتنی خدمت تو کروں گا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ (جن لوگوں نے میری راہ میں کوشش کی میں ان کو اپنی راہیں بتلا دوں گا۔) ———— اللہ تعالیٰ امتحان لیا کرتے ہیں، ادھر

حضرت علیؓ نے بیماری کی حالت میں ہمت کی ادھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی متوجہ ہوئی کہ فتح خیبر کی عزت خدا نے انہیں دی حضورؐ نے کل کے دن کے لئے بشارت دی کہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسولؐ کا عاشق ہے۔ اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے محبت کرتے ہیں ـــــ

یحب اللّٰہ ورسولہٗ ویحبہٗ اللّٰہ ورسولہٗ ۔۔۔

سب ہی اس بشارت کے مصداق ہونے کی امید میں ہیں۔ دوسرے دن حضورؐ نے حضرت علیؓ کے بارہ میں دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ بوجہ بیماری مدینہ سے نہیں آ سکے، پھر کسی نے کہا کہ حضورؐ وہ آ چکے ہیں۔ حضورؐ نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ اپنے ران مبارک پر ان کا سر رکھا اور دہن مبارک کے لعاب کو ان کی آنکھوں پہ لگایا۔ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب تھا، فوراً شفایاب ہوئے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں، کہ اس کے بعد پھر کبھی مجھے آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضورؐ نے جھنڈا انہیں دیا۔ بڑے خوش ہوئے، اور کہا کہ اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا۔ اب جب تک سارے یہودی ختم نہ کر ڈالوں یہ تلوار نیام میں نہیں ڈالوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو، بلکہ پہلے لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ۔ کہ سوائے ذات خداوندی کے کوئی لائق عبادت نہیں نہ اس کے سوا کوئی مالک بادشاہ نافع وضار ہے نہ کوئی سوائے اس کے کمالات کا مالک ہے۔ یہ سب خوبیاں اسی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہیں۔ فرمایا کہ اے علیؓ اگر یہ تمام دنیا سرخ اونٹوں سے بھر جائے اور یہ تیری ملکیت میں آجائیں تو وہ اتنی خوشی کی بات نہیں جتنی کہ تیری دعوت سے ایک شخص کے اسلام قبول کرنے میں خوشی ہے کہ وہ بھی جنت گیا اور تم بھی جنت گئے۔ لوگوں کا تعلق مولیٰ سے پیدا کردے ـــ کہ حضور اقدسؐ کی آمد کا مقصد یہی تھا۔ حضور اقدسؐ نے اپنے عمل سے ہر موقع پہ یہی سکھایا۔ سید الشہداء حضرت حمزہؓ حضورؐ کے چچا جنگ احد میں وحشی کے ہاتھوں شہید ہوتے مالک نے وحشی کو لالچ دی تھی کہ حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تو آزاد کرادوں گا۔ چنانچہ اس نے حضورؐ کے چچا اسد من اسد اللہ سیدنا حضرت حمزہؓ کو ناف کے نیچے نیزہ مار کر شہید کیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے ان کا جگر چبایا۔ کفار نے ان کے اعضاء رئیسہ کاٹ کر گلے کا ہار بنایا۔ حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی چند سال بعد حضورؐ کے سامنے آیا، یہی ہندہ حضورؐ کے سامنے آئی، صحابہؓ کا خون جوش مارنے لگا کہ اس شخص نے حضرت حمزہؓ حضورؐ کے محبوب چچا کو شہید کیا ہے، مگر پاس ادب سے خاموش تھے۔ ورنہ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اشارہ ہو تو اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ حضورؐ سے اجازت

طلب کی کہ اس شخص نے ظالمانہ طریق پر آپ کے چچا کو شہید کیا، تو اس کا کام تمام کر دیں۔ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ ایک کافر کا کلمہ شہادت کہہ کر اسلام قبول کرنا تمام دنیا کے کافروں کے مار ڈالنے سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور اگر وحشی یا ہندہ کلمہ پڑھ لیں، تو سارے زمین کے کافروں کے قتل میں اتنا ثواب نہیں جتنا ان کے مسلمان ہونے میں ہے ۔۔۔ حضور اقدسؐ نے اپنے عمل سے درس دیا کہ تمہارا فریضہ کیا ہے۔ آج ہماری حس بالکل مرچکی ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے۔ دنیا کی قومیں مال و دولت لگاتی ہیں کہ یہ رسمی اور نسبی مسلمان بھی نہ رہیں۔ اور ان کا مذہب قبول کر لیں۔ کفار کو اندازہ ہے۔ کہ ایک کلمہ گو کا کتنا وزن ہے۔ آج عیسائی مشنریوں والے ہمارے ختم ہونے کے درپے ہیں۔ مگر ہم اپنی جہالت سے نہیں سمجھتے وہ تمہارے گھروں میں آکر تمہارے اوپر خرچ کرتے ہیں، موٹروں اور جہازوں میں سیر کراتے ہیں۔ عورتوں میں کام کر رہے ہیں کہ انہیں مرتد بنایا جائے۔ قطع نظر اس کے کہ غیرت اور حیا کہاں گئی۔؟ مسلمان مرد یا عورت عیسائی ہو جائے تو ہم حضورؐ کو کیا جواب دیں گے۔؟ خدا تم سے یہ پوچھے گا کہ اسلام کی کیا خدمت کی، کتنی دولت اسلام کی راہ میں خرچ کی اسلام کی کتنی تعلیم اور تبلیغ کی حضرت عمرؓ امیر المومنین بستر مرگ پر ہیں۔ مدینہ میں صدمہ کی وجہ سے کہرام برپا ہے۔ ایک نوجوان آپ کے سامنے کھڑا ہے، اور رو رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے آواز دی بھائی دیکھو تمہارے پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹک رہے ہیں اور یہ مکروہ ہے۔ ایسا نہ کرو۔ (فقہاء نے لکھا ہے۔ کہ اس حالت میں نماز پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔) کپڑا اونچا ہو تو خراب بھی نہ ہوگا اور خدا بھی راضی ہوگا۔ یہ متکبرین کا شعار ہے۔

پھر انتقال فرما گئے۔ مسلمانوں کے امیر المؤمنین بستر موت پر بھی ایک چھوٹی سی بات کی تعلیم دے رہے ہیں۔ امر بالمعروف اس امت کا شیوہ ہے۔ یہ دین خدا کی امانت ہے۔ ہماری ترقی اور کامیابی اسی میں ہے کہ اسے لوگوں تک پہنچا دیں۔ حسن اتفاق سے آج ایک وفد تبلیغی جماعت کا یہاں آیا ہے۔ یہ وہ مخلص جماعت ہے کہ صحابہؓ کی یاد ان لوگوں سے تازہ ہو رہی ہے۔ ان میں ضعیف اور بوڑھے بھی ہیں مگر مشرقی پاکستان سے یہاں تک پیدل سفر کر چکے ہیں دین کیلئے ان لوگوں کی اس تڑپ اور ولولے کا نمونہ سلف صالحین اور صحابہؓ کے دور میں پایا جاتا ہے۔ حضرت شفیق بلخیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں مکہ معظمہ جا رہا تھا، ایک لنگڑا اپاہج اور مفلوج شخص دیکھا کہ بدن گھسیٹتا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔؟ کہا اللہ کے گھر کی طرف جا رہا ہوں اور دس سال سے اسی حال میں آ رہا ہوں، حضرت شفیق بڑے متحیر ہوئے اور اس کی ہمت پر تعجب کرنے لگے۔ اس شخص

باقی صفحہ ۵۹ پر